© rasailojaraid.com

صحیح مسلم، کتاب الآداب، ابواب الطب میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اس کی تشریح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سے سورۂ فاتحہ اور دیگر اذکار سے دم کرنے پر اجرت کا جواز پیدا ہوتا ہے۔ وکذا الاجرۃ علی تعلیم القرآن (اور اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت بھی جائز ثابت ہوتی ہے)۔ پھر فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ، مالک، احمد، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور اور دیگر اسلاف کا مسلک یہی ہے۔ ان تصریحات کے بعد البتہ ایک اشکال مزید یہ باقی رہتا ہے کہ اگر ان روایات کی رو سے تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہو سکتا ہے تو پھر بعض لوگ جو کھانے یا پیسے کے لالچ میں میت کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں، یہ سب بھی جائز ہونا چاہئے۔ حالانکہ اکثر فقہا و محدثین کا مسلک یہی ہے کہ اس طرح اجرت پر قرآن پڑھنا فعل عبث ہے۔ اس کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ قرآن خوانی جس کے حق میں کی جاتی ہے اسے کوئی دنیوی فائدہ یا نفع عاجل پہنچانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس سے اُخروی اجر و فلاح مطلوب و متصور ہوتی ہے، اسی لیے اسے ایصال ثواب کہا جاتا ہے اور ثواب سے مراد آخرت میں اجر و ثواب ہے۔ یہ تعلیم، اجارہ، معالجہ یا رقیہ وغیرہ کا معاملہ نہیں ہے، اس لیے اس میں فریقین کے پیش نظر دنیوی افادہ و استفادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اس کام کو حسبۃً للہ سرانجام دینا چاہیئے۔ اس میں اگر دنیوی منفعت کے حصول کی نیت ہو گی یا اس کا شائبہ بھی ہو گا، تو یہ کارِ بے خیر ہو کر رہ جائے گا۔ بہر کیف ایصالِ ثواب کی خاطر قرأت قرآن کا مسئلہ اپنی الگ اور خاص نوعیت رکھتا ہے اور تعلیمِ قرآن، کتابت قرآن، طباعت و اشاعت قرآن کی نوعیت بالکل مختلف ہے۔ اگر کسی مسلمان کو اللہ نے اتنی وسعت و استطاعت دے رکھی ہے کہ وہ ان قرآنی خدمات کے عوض میں کسی دنیوی اجر کا طالب و محتاج نہ ہو اور وہ اس خدمت کو بے مُزد للہ فی اللہ انجام دے تو بہت اچھا ہے۔ لیکن وہ اگر اپنی سعی کا مادی بدل چاہے تو دنیا میں لے سکتا ہے اور اس کے باوجود اگر اس کی نیت میں اخلاص و احسان ہے تو وہ آخرت کے اجر سے بھی ان شاء اللہ محروم نہیں رہے گا۔ امامت و خطابت کی نوعیت بھی یہی ہے۔ کوئی شخص اگر غنی ہے تو بہتر ہے کہ وہ یہ خدمت اعزازی طور پر بجا لائے لیکن وہ محتاج ہے تو معروف طریقے پر معاوضہ لے سکتا ہے۔ اگر امامت کبریٰ کا منصب سنبھالنے پر خلفائے راشدین نے بیت المال سے معاوضہ لیا ہے، تو امامتِ صُغریٰ کا معاوضہ کیوں ناجائز ہو گا؟ بحالات موجودہ اگر اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے تو خدمتِ دین اور تعلیم کتاب کے کام میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ یہ ایک بہت بڑی قباحت ہے جس سے بچنے کے لیے چھوٹی اور تنزیہی قباحت و کراہت کو نظرانداز کیا جائے گا۔ علامہ ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔ لو لم یفتح لھم باب التعلیم بالاجر

© rasailojaraid.com